جلد ۱۰ | بمبئی ۸ دوشنبہ ۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۳ ہجری مطابق ۸ مئی سنہ ۱۹۰۵ عیسوی | نمبر ۲۰

مقدمۃ الجیش

اچھی تلافی کی

[illegible]

اسلامی اثر

[illegible]

لارڈ امپتھل کی انصاف پسندی

[illegible]

لارڈ کرزن کی پکی اسلامی حمایت

گزشتہ ماہ میں ایک خوشامدی اخبار نے یہ تحریک کی تھی کہ لارڈ کرزن بہادر مسلمانوں کے مخصوص خیر خواہ ہیں اسلئے انکو حامی اسلام کا خطاب دے کر [illegible] چاہئے۔ یہ خطاب صرف اس اسلامی حمایت کے صلہ میں دینے کی سفارش کی تھی جو لارڈ کرزن بہادر نے نہایت عقیدتمندی اور خلوص کے ساتھ دہلی کی جامع مسجد میں ایک رحل دی تھی۔ خوشامدی اخبار کے نزدیک گویا رحل کے دینے سے ہر پہلو سے اسلامی حمایت کا مرحلہ طے ہو گیا اسلئے وہ آئندہ کا اندیشہ جہل مرکب یہ کہہ بیٹھا کہ لارڈ کرزن کو حامی اسلام تسلیم کر لینا چاہئے۔ صرف عطائے رحل پر حامی اسلام کا خطاب [illegible] نہیں جچتا کیونکہ بخیال [illegible] بڑھا ہوا مضمون ہے [illegible] ایک واقعہ انگریزی اخبار میں ایسا چھپا ہے کہ [illegible] کو بھی اس سلامی پر حمایت کا [illegible] لارڈ کرزن بہادر کو عزت بلکہ حمایت حق حامی اسلام کا خطاب دے ڈالنا چاہئے۔ چنانچہ وہ ایک مصری نامہ نگار کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ لارڈ کرزن وائسرائے ہند نے شریف مکہ کو [illegible] کہ حرمین کی [illegible] تمہارے نام اور [illegible] خلیفۃ المسلمین [illegible] سلطان معظم [illegible] در حقیقت تمہارا حق ہے۔ [illegible] کے لئے [illegible] پاؤں مارتے چاہئیں بلکہ [illegible] کی مثل پوری کرنے کے [illegible] کیوں بھی مسلمانو اس تحریک کا مطلب سمجھے یا نہیں اس تحریک کی کانوں کان بھی خبر ہوئی معلوم نہیں مصری نامہ نگار کی بدولت یہ پہنچ گئی اگر یہ صحیح ہے تو [illegible] لارڈ کرزن حامی اسلام [illegible] میں ہم

لکچر ہو تو ایسا تو ہو

لارڈ کرزن بہادر نے جو دیسیوں کو یہ مشتعل پر اطوار کہا تو اسپر گرگ باران دیدہ آنکھیں لال پیلی کرنے لگے۔ کوئی انصاف تو کرتا نہیں اپنے ملک کی آب و ہوا تو دیکھتا نہیں۔ ناک بھوں چڑھا کے ہر شخص تردید کے لئے تیار ہو جاتا ہے لارڈ کرزن بہادر پرانے کھلاڑی اور قیامت کے تاڑباز ہیں۔ اونہوں نے اتنے دن یہاں رہکر کیا کیا؟ بس یہی کہ ہندوستان کو کھوکھلا اور ہندوستانیوں کو جھوٹا کیا اور اسواسطے کہا کہ بالعموم یہاں کی قوم کو دغاباز بد طینت بد تہذیب پایا۔ دیسی قوم کی اصلاح کا اس سے بہتر اور کوئی طریقہ تھا؟ آپکی سمجھ شریف میں نہیں بیٹھا کیونکہ [illegible] تمام آفتاب بہت کا مضمون ہے۔ اس ملک کی آب و ہوا ایسی گندی ہے کہ بعض یورپین بہادر بھی جو کچی گولیاں کھیلکر یہاں آتے ہیں اون میں بھی دیسیوں کی خو بو حلول کر جاتی ہے۔ چنانچہ حال کا ذکر ہے کہ ایک انگریز صاحب بہادر ولایت سے علاقہ میں پہنچے۔ اور ہانگ کانگ کے گورنر کا [illegible] کر ایک چٹھی پنجاب کے لفٹنٹ گورنر کے نام لکھ ڈالی۔ اور لاہور میں ڈیرا ڈنڈا جما کے ایک اشتہار دیدیا۔ کہ مجھکو جاپان کے بہت سے دلچسپ حالات اور اوسکی جدید ترقی کے راز معلوم ہیں وہ میں عام لوگوں پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں والے بھی فیض حاصل کرکے اپنے ملک کی بہبودی کی کوشش کریں۔ اس لکچر کے سننے کے لئے بطریق ناٹک ٹکٹ بھی لگا دیا۔ جو جس درجہ کا فیض حاصل کرنا چاہے اوسی درجہ میں بیٹھے ٹکٹ کی فروخت کے تین روز مقرر کئے۔ صاحب بہادر نے ہوا کا رخ دیکھکے ہوائی لکچر کا اشتہار دیا تھا بر ملا

ہوا بند ہو گئی

سیکڑوں تعلیمیافتہ اور نئی روشنی کے دلدادہ ملکی ترقی کو معراج کے درجہ پر پہنچانے کیلئے کمر بستہ ہو گئے۔ دیسی رنگ کی [illegible] تو مشہور ہے۔ اب لگے ٹکٹ [illegible] فروخت ہونے لگی۔ پبلک کی کئی ہزار روپیہ جمع ہو گیا۔ صاحب بہادر نے گٹھری بغل میں دبائی اور چلتے بنے۔ [illegible] معینہ وقت پر لوگ جو لکچر گھر پر پہنچے تو ادنکو ایسا ترقی کا میدان نظر آیا کہ واہی تباہی [illegible] بکڑا ہڑ کا شور و غل بلند ہو گیا کہ یہ کیا غضب ہوا (بقول لارڈ کرزن بہادر) ہم قوم [illegible] صاحب بہادر جگہ دیکھا۔ جہاں نہ دیکھا۔ پر کاوا [illegible] دیسیوں کی گاڑھی کمائی لوٹ باندھ کر نکل گیا۔ یہ لکچر ناٹک کے گزرے ناتراش تماشے ان کا تو [illegible] چوبے ڈکار ہضم ہو جاتا۔ بڑے بڑے دیکھے ہیں اور لے بی بی اے [illegible] میں آ کے تھے اور یہ غضب یہ کہ لفٹنٹ گورنر بہادر کی سرپرستی کا [illegible] اسلئے صاحب بہادر کا پہچاننا فرض ہو گیا گرفتاری کے لئے ہر ضلع پر [illegible] تار کھٹکھٹائے گئے اور صاحب بہادر کراچی میں دھر لئے گئے۔ صاحب بہادر نے [illegible] کے میدان میں موقع پر تاڑ کے اور سینہ تان کے کہدیا کہ [illegible] لفٹنٹ گورنر بہادر نے اپنا سرپرستی اونہا کے ہمارے لکچر کو بے سود کر دیا بغیر سرپرستی کے حالت میں ہمارے لکچر کو دیسی بد تہذیب [illegible] سمجھتا اسلئے ہم [illegible] ہو گیا۔ اب [illegible] کی رقم وہ کچھ ہم ہضم نہیں کر گیا کیونکہ [illegible] کو لگا دیا یعنی لکچر کے لئے بڑا سامان [illegible] کیا گیا [illegible] نقد [illegible] قتل ہو جاتا۔ اب ہمارے پاس کیا دھرا ہے [illegible] کا [illegible]

[illegible] اسلامی حمایت ہوئی کہ خاص خدا کی گورنمنٹ بغاوت کی آگ بھڑکا رہے ہیں۔

دو شاہوں کا شکار

[illegible] کہیں کہ ہم یہ جانتے ہیں کہ شاہوں کا شکار کیا ہوا ہون بہت عجیب معلوم ہے۔ کمبخت ہمیشہ اسی تاک میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی فرمانروائے سلطنت ہاتھ لگے [illegible] دیکھیں اس غار میں کس کو دنیا سے [illegible] کوئی شاہ باقی نہ چھوڑا جائے۔ خدا کے بندے سب برابر ہیں۔ [illegible] یہ معنی [illegible] کی فرمانروا اور [illegible] ہلاک کر چکے ہیں۔ مگر وہ یہ کہتے ہیں جسکو خدا کہے اسے کون چکھے۔ حال میں بھی اسی گروہ کی فرقہ نے دو فرمانرواؤن کو ہڑپ کرنا چاہا تھا۔ یہ دونوں تھے ایک ہی دسترخوان پر تھے۔ مگر ان کی خوش قسمتی بہت بڑی کہ بچ گئے۔ ان میں ایک اسپین کا شاہ تھا اور ایک فرانس کا پریزیڈنٹ۔ شاہ اسپین فرانس میں تفریحاً گئے تھے۔ دونوں ایک [illegible] میں تماشا دیکھنے گئے تھے واپسی کے وقت شاہ مارکیشی نے بم ان پر پھینکا۔ [illegible] بم کا گولہ اوڑ گیا۔ گاڑی میں ایک گھوڑے بھی تھے۔ ہر گھوڑے پر ایک فوجی افسر تھا۔ ایک افسر بہت زخمی ہو کر گرا اور پانچ گھوڑے سخت زخمی ہوئے اور ایک تو دم وہاں ہی مر گیا۔ راہگیروں میں سے کچھ آدمی زخمی ہوئے۔ جو شخص وہاں جاری میں آ کر [illegible] سے ہی مارا گیا۔ ایسے سخت زخمی ہوا سب کو [illegible] اسپتال میں اور حالات میں [illegible] نہیں ہوئی۔ گو کوئی بھی نہ گیا ہوگا۔ [illegible] جانب [illegible] نہیں جو برا کوئی روسی انارکسٹ ہو [illegible] پریزیڈنٹ فرانس جو ہمیں تک [illegible] کا اور [illegible] کرتے ہیں [illegible]

پولٹیکل جراحی

ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ دولت عثمانیہ کی تیز اکسیر انسان کی وہ خاک ہند میں [illegible] اور اسکا معدہ مثل فولاد تھا سخت سے سخت چیز کو بھی ہضم کر جاتا تھا اور ڈکار تک نہ آتی تھی۔ اب خدا جانے کیسی رُت بدلی اور کیسی ہوا چلی کہ نرم سے نرم چیز کو بھی معدہ اوگل دیتا ہے۔ ایک خفیف جزیرہ کریٹ کا لقمہ بڑے اہتمام سے تیار کرایا گیا تھا جس کو معدہ نے قبول نہ کیا۔ اور اوگلنا پڑا۔ جو خود اسکا نقصان تمام امراض کی جڑ ہے اور مرضوں کا پیدا ہونا لازمی ہے اور ناتوانی اور ضعف لازم پڑتا ہیں۔ آخر معدہ کے نقصان نے اپنا اثر پیدا کیا۔ دست پاؤں اپنے قابو کے نہ رہے۔ تمام اعضاء ڈھیلے پڑ گئے اور ضعیف بن گئے۔ مریض بوجہ دولتمند آدمی ہے اور سبھی جانتے ہیں کہ ڈاکٹر اور طبیب ایسے مریض کی تاک میں لگے رہتے ہیں کوئی بلا ملے یا نہ ملے۔ بلطائف الحیل رسائی پیدا کر ہی لیتے ہیں۔ بس یورپ کے پولٹیکل ڈاکٹروں اور سرجنوں نے ترکی سلطنت کے معدہ کے ضعف کا حال معلوم کر کے تقویت معدہ کے اشتہار دینے شروع کئے گو انکے اشتہار دیر تک مریض نے توجہ نہ کی مگر یہ کتنے بھی کہ سچ ہم بیماری [illegible] سارے دن میں چند مشہور ڈاکٹر آ گئے جانے اور انکے تشخیص کی تجویز کرنے لگے۔ آخر یہ رائے طے پائی کہ ایسی دوائیاں اور مقویات تجویز کی جو بتدریج رفع مرض کرے اور اعضائے رئیسہ کو تقویت پہنچا کے مریض کو تندرست کرتے۔ یہ ہیرو ڈاکٹران فرنگ مرض کے چھٹکارے کے بندوبست کے خاتمہ پر قطع برید کے سوا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ بس کوشش کر کے یہ تجویز کی اول معدہ کو تب ایک مقام میں جیسے بلقان کہتے ہیں فاسد مادہ بہت جمع ہے۔ سرجنوں کی جراحی سے اس مادہ کو فاسد نکال [illegible]

آخری بیڑہ کی لٹیا ڈوبی

جاپان نے جب روس کی بحری شکست کی [illegible] کے بعض حصوں پر قبضہ کر لیا تو کہا کہ ابھی نہیں روس کا تیار ہوا ہیں تھا ہی بھی روسی بیڑا تو تیار ہو رہا ہے وہ بحیرہ بالٹک سے چلے گا اور ادھر وہاں کا بیڑہ ہر جائیگا۔ اور پھر جاپانی بیڑہ بھی اور [illegible] معطل پڑے رہینگے تو کہ تم پانی کے باہر بھاگو بھاگو۔ اچھا صاحب بالٹک بیڑہ کو بھی آ جانے دیجئے۔ اور اسکا حوصلہ بھی نکل جائے اور مرتے مرنے کوئی ارمان دل میں نہ رہ جائے۔ بالٹک بیڑہ روانہ ہوا اور اس دھوم دھڑکے سے کہ جاپان کی شکست دینا روسی معتقد بھی زبانی زبان سے باتیں کرتے کرتے میں بعض بار ہیلیگو لینڈ اور سنے ہی تھا صاف گیا۔ جاپانی بحری بیڑے کو [illegible] کو بندرگاہ میں مقابلہ [illegible] اسکی اس گستاخی پر تو بیڑا بھاگا۔ دنیا میں بھلی ہوئی کہ جاپانی بیڑا بہت بڑا ہے۔ خدا جاپانی بیڑہ کے بیڑا پیچھا تھوڑے دنوں تک تو جا عزم کئے ہوئے ہے آخر پہلے ہی حملہ میں کوئی چندرہ جنگی جہاز غرق کچھ گرفتار اور کچھ بیکار ہو گئے۔ خدا کی قدرت نہیں تو اور کیا ہے جس نے بیڑہ کو بیگاڑ دیا۔ پولٹیکل طور کے نہیں ہیں یہ جاپانی بحری کا لڑائی ان وجہوں سے ہی بہت بڑھ چڑھی جنہوں نے ایک ہی دن میں مقابل کا بالکل فیصلہ کر دیا تھا۔ بس بعینہ ایسا ہی وہ اسپین کا قافلہ تھا جسکو اسپین والے بڑے فخر سے ناقابل شکست بیڑا کہا کرتے تھے اور جو قدرت اسی بیڑے کو بیڑہ برنکر ڈالتی تو انگلستان کی ہستی کا چراغ گل ہونے میں کچھ باقی ہی نہ رہتا۔ مگر روسی بالٹک بیڑہ کو بہرحال آفات قدرتی اور سماوی سے کوئی بھی مدد نہ ملی۔ جاپانی ایڈمرل ٹوگو کی حکمت عملی نے روسی جنرل روزڈسٹونسکی کی تمام بہادری اور عقلمندی کو پانی پر زیر و زبر کیا۔ پر ایک ہی ملاقات میں جس نے پھر منصوبہ کیا تھا وہ بیچ ہی ڈوب [illegible]

[illegible] یہ باہم [illegible] کی خبر مدراس میں ہوئی [illegible] ہو۔

مُنھ نہ کھولا تھا کہ [illegible]

دیسی اخبارات کو خدا جانے گورنمنٹ نے کیا قانون
[illegible] کا قانون یا استعمال رعایا کا اور سمجھا ہے کہ زندگی
کے شکنجے میں پھانس کر بالکل بے [illegible] کر دیا اور
پھر فرمایا کہ یہ بندش ہی نیک نیتی کے ساتھ نہیں
کی گئی۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ گورنمنٹ نے عمدًا ایسا
کیا ہے تاکہ رعایا اس کے ہتھکنڈوں سے واقف
ہو کر متفقہ طور پر کانگریس نہ بنائے، چشم ما روشن
دل ما شاد۔ ہم خود یہ نہیں چاہتے کہ رعایا خود سر
ہو [illegible] اور سینہ زوری کے ساتھ اپنے واجبی حقوق
طلب کرے۔ مگر نتیجہ اسکا انجام یہ ہے کہ گورنمنٹ
اور بالخصوص [illegible] گورنمنٹ جبر و تعدی
سے کام لیگی۔ اور [illegible] کا ہر کس
نکل جائیگی [illegible] گورنمنٹ [illegible]
ملازمان [illegible] میں انصاف سے کام لیتی جتنی بندش
کرنی اپنے لئے مفید خیال کرتی اسکی حد بندی
کر دیتی۔ اور صاف صاف کہہ دیتی کہ فلاں افسر
فلاں محکمہ یا فلاں قسم کی خبریں کوئی نہ چھاپے
[illegible] گورنمنٹ نے [illegible] اس معاملہ کی
تفصیل [illegible] برخاست۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اگر اسکی کسی [illegible] خصلت کی کوئی تقصیر کرے
تو اسکو [illegible] کیا سمجھئے [illegible] ذکر ہے کہ [illegible]
[illegible] بہانہ سے گرفتار کر
[illegible]
[illegible] گورنمنٹ نے [illegible]
کی [illegible] زبان سے [illegible] جواب [illegible]
[illegible]

راز داری کا راز فاش

ابھی اخبار چھپنے [illegible] پولیٹکل [illegible] کا وقت آگیا ہے
[illegible] باتوں کی [illegible] باتیں سے ہوشیار
ہو جاؤ۔ بہت [illegible] ہمیں بھی تھی [illegible]
[illegible] بیٹھا ہوا تھا۔ [illegible] کے [illegible]
دکھا ہے کہ [illegible] ہونٹ کا ہلنا اپنی بات کا
[illegible] گورنمنٹ نے [illegible] تصنیف کیا اور
تھوڑے سے [illegible] رعایا کو چونکا دیا
بمصداق قبل از مرگ واویلا قانون پاس ہوتے
پہلے ہی [illegible] ایڈیٹر نے گھبرا
کر [illegible] گورنمنٹ کا کوئی نقصان نہیں ہوتا
کیونکہ اسکا اصول [illegible] اور [illegible] بہتر
ہی گورنمنٹ اسکو پسند نہیں کرتی ...... [illegible]
[illegible] دیسی اخبارات
کا ناطقہ بند کرنے کے لئے [illegible] راز داری کا شکنجہ
تیار کر دیا ہے کہ جس اخبار کو وہ [illegible] لانے
والا دیکھیں اسکو پھانس لیں۔ خواہ وہ کیسی ہی
معمولی بات ہو مگر راز داری کے سلسلہ میں داخل
کر کے [illegible] سنگین جرم کی تفتیش کرنے کیلئے
جیلخانہ میں ٹھونس دیں۔ [illegible] راز داری
کی رسم [illegible] ہوئی ہے
بقول اخبار [illegible] بہادر [illegible]
کے ایڈیٹر [illegible] پرس کی گئی ہے کہ [illegible]
مجسٹریٹ اور [illegible] جو
گورنمنٹ کے نام تھی وہ کیسے اخبار میں
شائع کر دی۔ اور کیوں نہ تم کو مقدمہ کے
[illegible] میں پھانسا جائے۔ [illegible]
کیا جواب دیتا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]

دیوتا پری ہو گئے

سری دربار صاحب [illegible]
کے [illegible] سے خالصہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
دیوتا بٹھا رکھے تھے اور [illegible] پوجا پاٹ کی رسم ادا
کرتے تھے۔ سیکڑوں ہزاروں ہندو تالاب کے
کنارے پنڈت والے دیوتاؤں کی [illegible]
کرتے تھے۔ پنڈتوں نے رفتہ رفتہ [illegible] پھیلانے
شروع کر دئے۔ دیوتاؤں کی تعداد بڑھنے
لگی۔ ہر سال ایک نیا دیوتا زمین سے سر نکال
بیٹھتا تھا۔ پنڈت جب دیکھیں کہ فلاں دیوتا
پرانا ہو گیا۔ [illegible]
[illegible]
بٹھا کے یہ مشہور کر دیا کہ یہ فلاں دیوتا نے جنم
لیا ہے [illegible] کی بات ہے [illegible]
اور [illegible] ہندوؤں کی بھولی بھالی قوم نے دیوتا کی
[illegible]
[illegible]
[illegible] خالصہ دربار کے منتظموں نے [illegible]
کے استھان بڑھتے جاتے ہیں [illegible]
[illegible] دیوتاؤں کا [illegible]
اس خیال سے سب پنڈتوں کو [illegible]
[illegible] کہ ہمارے گرو جی کے دربار میں [illegible]
[illegible] اپنا [illegible]
سنبھالو اور [illegible] پنڈت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کابل مشن کا راز

لوگ بار بار پوچھتے ہیں اور پوچھتے پوچھتے تھک گئے ہیں۔ اور یہ کیا موقوف ہے تمام دنیا کی پولیٹکل طاقتیں جو زمین آسمان کے قلابے ملا دیتے میں ہرست و کمال رکھتے جاتی ہیں۔ حیران ہیں کہ آخر یہ معاملہ کیا ہے۔ تمام دنیا میں ڈھنڈورا پیٹا گیا کہ کرزنی دور سے میں ہندوستان سے کابل کو مشن جاتا ہے۔ سیکڑوں ہزاروں روپیہ پانی ہو گیا۔ کابل مشن کے سفروں میں اختلاف فصل یا شدت آب و ہوا کی وجہ سے کی زیادتی بھی ہوئی۔ طویلے کی بلا بندر کے سر۔ بعض سپاہی کچھ جانور کمیشن پر سے سدھارے بھی ہو گئے۔ آخر دس دن کے کام کو کئی مہینے لگ گئے سچ کہ تعمیل کاریں ساتھیں ہو دو ہم ہندوستانیوں کو ایک نوحہ تھا۔ اور پھر یہ خبر فرحت افزا سننے کی خوشی کہ مشن ہو گیا ہے وہ کیا گل کھلاتا ہے۔ پہلے سر ڈیورنڈ کو زمانہ بھر کے نیاست امیر عبد الرحمن خان مرحوم سے پالا پڑا تھا۔ خیر ڈیورنڈ تو کچھ گرہ ہی سے کھو کر ہاتھ ملاتے لگے تھے۔ اور اب کے کرزنی اوستاد کی تعلیم سر ڈین بجائے خود بھالی کے بگڑتے ہوئے تجربہ کار۔ اور ادھر امیر حبیب اللہ خان ایک تجربہ کار نوجوان۔ سو کیا معنی یقین بلکہ حق الیقین بلکہ عین الیقین کہ مشن کا جادو خالی جانے والا نہیں۔ مشن جانے کے بعد آندھی آئی بھی اور گئی بھی۔ طوفان آیا۔ زلزلہ آیا۔ آتش فشاں پہاڑ پھٹا۔ بحار اٹھ گئے۔ سیکڑوں خاندان برباد ہو گئے مگر مشن نے سرکنے کا نام نہیں لیا۔ یہ سامان

کلیجہ بیوں اچھلنے لگا

کراچی تمام جہاں کی خیر۔ اور اس کے بعد بہادر مشن کی خیر کیجیو۔ ایسا نہ ہو پہاڑی گھاٹیوں میں مشن کا پاؤں اونچا نیچا پڑ جائے کابلی زلزلوں اور آندھیوں کے جھکوروں سے مشن کی ناف ٹل جائے تو پینے کے دینے پڑ جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ ناز نخرے لینے جائیں اور روزے بھی گلے پڑ جائیں۔ مشن کو جتنے دن زیادہ ہوتے تھے ہمارا انتشار بڑھتا جاتا تھا۔ خیر خدا خدا کر کے مشن کی واپسی کی خبر ملی۔ اور بڑے خرام ناز کے ساتھ مشن کلکتہ پہنچی۔ عموماً پولیٹیکل حلقوں میں اور خصوصاً دربار پنجاب ہمارے میں بڑی بے صبری کے ساتھ اسکا انتظار ہو رہا تھا کہ ہمیں جلدی یہ معلوم ہو جائے کہ مشن نے کیا گل کھلایا۔ خیر یا بجھیڑ۔ مگر ہیچ وہاں ایک خاموشی مری سی چھائی ہوئی تھی۔ بڑے میاں کہاں گئے تھے کہیں نہیں۔ کیا کر آئے۔ کچھ نہیں۔ کیا لائے کچھ نہیں۔ تو پھر گئے کیوں تھے۔ اتنا خرچ کیوں کرایا۔ یہ ہی سچ ہی تو ہے۔ چلے گئے اور یونہی آ گئے۔ ایسا صاحب وہی تو پوچھتے ہیں کہ کیا کر آئے۔ اجی وہ کرنا ہی کیا تھا۔ امیر عبد الرحمن خان مرحوم نے جو دوستی برطانیہ سے معاہدہ کیا تھا اس پر امیر موجود کے دستخط کرانے تھے کرا لائے اور کیا کوئی ملک فتح کرنا تھا یا کوئی مہم سر کرنی تھی۔ کیا خوب یوں کہو لیس اتنی سی بات کیلئے اتنا لمبا چوڑا دھندا۔ بھلا تو پھر دستخط کرنے کے لئے اتنے مہینے کیوں لگ گئے۔ آپ تو بال کی کھال کھینچتے ہیں۔ سمجھی باتیں۔ موقع محل دیکھ کر کام کرنا پڑتا ہے۔ لاؤ اور لے دوڑ کا زمانہ نہیں تھا۔ سب کچھ تو ہوا مگر بہ مجبوری سیر

ایں ۔ نیا خطاب کیسا!

پہلے ہز ہائینس امیر کابل کو ہز رائل ہائنس اور امیر بادشاہ ہونا کا خطاب ہے۔ اور پھر یہ خود مختار شاہ افغانستان پرستی دار۔ ایسا خطاب یہ کہ برٹش گورنمنٹ نے سیدھی طرح تو بڑے راز کا انکشاف ہوتا ہے۔ ابھی تھوڑی ہی دن کا ذکر ہے۔ سنا تھا کہ امیر مرحوم کے منجھلے صاحبزادے نصر اللہ خان نے لندن میں امیر کی طرف سے یہ تحریک کی تھی کہ افغانی سفیر کا لندن میں ہونا ضروری ہے۔ تو یہ جواب دیا گیا تھا کہ امیر کوئی خود مختار حاکم افغانستان نہیں ہیں۔ اور امیر صرف ہز ہائنس ہیں جس طرح کہ ہمارے ہندوستان کے بہت سے رئیس ہیں۔ برٹش گورنمنٹ سے جو سالانہ ملتا ہے وہ بھی اسی بات کی پابندی کے لئے کہ امیر کسی اور پاور سے کاروبار نہ رکھیں۔ یہ بھی اسکی دلیل ہے کہ امیر خود مختار نہیں ہیں۔ پھر بھلا سفیر افغانستان کا لندن کے دربار میں ارباب ہونا کسطرح ممکن ہے۔ اب کچھ کچھ اسکا پتہ چلتا ہے کہ امیر حبیب اللہ خان نے برٹش سے سالانہ رقم معہودہ کا لینا کیوں موقوف کر دیا تھا۔ اور یہ بھی کہ اس انکار وصول رقم پر وکیل انگریزی نے پیسٹ میں یہ ہے کیوں قلابازی کھانے لگے تھے۔ اور شہزادہ عنایت اللہ خان کی تشریف آوری اور کابل مشن کا جانا کس غرض سے تھا۔ خیر صاحب یہ معلوم ہو گیا کہ امیر حبیب اللہ خان اب ہز ہائنس کے بدلے ہز مجسٹی ہو گئے ہمارے ملک معظم بھی اسی خطاب سے مخاطب کئے جاتے ہیں اور خود مختار بادشاہ بھی مانے گئے۔ اب وہی نتیجہ صحیح کہ افغانی سفیر لندن میں رہے۔ خدا جانے دہرایا گیا یہ باب دہرایا جائیگا۔

گناہ خود مختار افغانستان مشن کی بسی خاطر کی فرض ہو گئی۔

معرکہ آرائی

خیال بوم کو بلبل کی ہمسری کا ہو
غلام ...... کو دعوی پیمبری کا ہو

اجی او بجیہ پنچ بہادر۔ فرمایئے کدھر خیال شریف ہے کچھ خبر بھی ہے کہ کیا دنیا کا حشر ہونیوالا ہے۔ کچھ تجھ اپنے انجام کی بھی خبر ہے کہ نہیں۔ آپنے یہ سمجھ لیا ہو کہ دنیا میں ہمیشہ زندہ رہیگا جیسا کہ آپنا گلے بزرگوں کی زبانی سنی سنائی بات کو یقین کر رکھا ہے۔ اگلے لوگ بھول میں پڑے تھے اور انکو خبر ہی نہتی کہ قیامت کیسی ہے موتا مرتی ہوگی تازہ نشان کا دیکھنا زلزلۃ الساعۃ قوا الفکم ان اللہ مع الابرار ودنی منک الفضل جاء الحق وزھق الباطل کی وحی نازل ہونے والی ہے۔ سمجھے تھے کہ وحی آنے کی راہ خدا میاں کے یہاں سے مسدود ہوگئی۔ عرب کی سرزمین پر ختم نبوت ہوگئی۔ سمجھے تھے کہ قیامت کیسی ہمیشہ زندہ رہیں گے نہ تھا خوف قیامت اور نہ کچھ کا خوف ہی کا تھا۔ نہ اسکے پہلے انکو زلزلہ کا خوف رہتا تھا۔ اب وہ زمانہ نہیں ہے۔ اگلے لوگ اوس زمانہ پر رشک وحسد کرتے تھے۔ جو جناب خاتم النبیین صلعم کے عہد مبارک میں تشریف رکھتے تھے۔ اسپر انکے یہ پیر تھے تھے کہ ہم ایسے نبی کے پیرو اور امت سے ہیں کہ جو تمامی نبیوں کے سرتاج تھے اور نبوت الہی کا خاتمہ ہوا۔ تمامی معجزات باہرات آپ پر ختم کئے گئے۔ آپکو شفیع المذنبین خاتم النبیین کا خلعت فاخرہ درگاہ باریتعالی سے عنایت ہوا تھا جیسا کہ کسی پر جلنے شاعر نے آنحضرت صلعم کی شان میں یہ شعر کہا ہے حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری

آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری۔ مگر افسوس کہ وہ یہ نہ سمجھے کہ مثل عرب کے نعوذ باللہ من ذالک کادیان کی زمین ناپاک پر بھی ایک پیغمبر ۱۳۰۰ برس بعد پیدا ہوگا۔ اور غلام احمد سے احمد ثانی ہوگا۔ جسکی نبوت کی تصدیق اور اسکی نشانیاں اللہ تعالی وقتاً فوقتاً ظاہر فرماتا رہیگا اور ان نشانیوں سے اس خدا کے فرستادہ کو جو ہم لوگوں کے درمیان ہے شناخت کریں مولانا پنچ اب خواب غفلت کا زمانہ نہیں رہا ذرا ہوش میں آیئے۔ خوش ہو اپنے نصیبے کو شئے ہی ایک پیغمبر کا زمانہ جو بعد خاتم النبیین صلعم کے مسدود ہو گئے ہیں دیکھا مبتیات کے آنے کا حال تازہ وحیوں کے ذریعہ سے معلوم ہوا۔ دیکھئے پیغمبر کادیان صاحب اپنے پرچہ مطبوعہ ۲۰ اپریل ۱۹۰۵ء جو انوار احمدیہ پریس کادیان میں چھپا ہے تاکید اکید سے گنہگاران کو اور ان لوگوں کو جو انکی پیغمبری کے قایل نہیں ہیں اس جملے سے مخاطب فرماتے ہیں کہ ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور رسولوں کو بدزبانی سے یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا پکڑا جائیگا۔ خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اوترے۔ کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی ہے۔ اوٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ مجھے اوس ذات کی قسم ہے جسنے مجھے بھیجا ہے کہ یہ سب باتیں اوسکی طرف سے ہیں مولانا آپنے حضرت کادیان کی وحی کو بغور سن لیا ہے لیجئے اب تو ہوش میں آگئے۔ اور اپنا ایمان درست کیجئے۔ جناب جب آپ انکو بیگانہ کی سیر کرائے یا یہ حکم لگائیے۔ کہ انکے دماغ میں مستیلا پن نے دخل کر لیا کہ جو یہ نبوت کا اور اپنے فرستادگی کا دعوی کرتا ہے اور اپنے

اوپر نزول وحی کا اقرار کرتا ہے۔ مگر حضرت ہم دل سے یقین کرتے ہیں کہ یہ دنیا میں نائب ہیں۔ جا بجا یہ خدا کے نائب ہیں یا اوس کے دشمن ہیں۔ یہ اپنی اپنی سمجھ ہے۔ بھلا غور تو کیجئے سوء کشمکش میں ہوں تو اپنی جان ہے۔ دان پر شیطان وہ رہتے ایمان ہے۔ ایک ایمان انکو کھینچتی ہیں۔ کیجئے ہم آخر اسے کس کس کو دیں سو اک طرف کھینچے ہے شیطان لعین۔ دوسرے پیغمبر کادیان کی سرزمین۔ اور اپنے حکم سے وہ کبریا۔ اک طرف کہتا ہے ایمان کو بچا۔ آخر یہ کریا کرون۔ اس ایمان کی بدولت تو جان کے لالے پڑے ہیں۔ اگر شیطان کو دیتا ہوں تو جہنم نصیب ہوتی ہے۔ اور کادیان کو کاپی ہوں میں بند کرتا ہوں تو خدا سے چھوٹتا نصیب ہوتا ہے۔ اور اگر خدا میاں کی تدبر کرتا ہوں تو موتا اور تازہ نشان کا دیکھنا نصیب ہوتا ہے مگر جہاں تک خیال کرتا ہوں کادیان پھنسنا چاہیے۔ کیونکہ حضرت پیغمبر کادیان صاحب سچے ہی معلوم ہوتے ہیں۔ پچیس برس ہوئے کہ براہین احمدیہ میں زلزلہ کی خبر دی قیامت کے آثار ظاہر کئے۔ پہلے اس کے کبھی آپنے سنا ہی تھا۔ کہ قیامت آیگی یا زلزلہ۔ بس اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ اگر یہ نبی اعظم مانے جائیں تو کیا برا ہے۔ عربی کا تو اس زمانہ میں چرچا بھی ٹھیک نہیں رہا۔ مدرسہ احادیث کی کتابیں دیکھکر یہ فیصلہ کرنا کہ جناب سرورکائنات صلعم نے کچھ قیامت کے آثار ظاہر فرمائے ہیں یا نہیں۔ اور اگر ظاہر فرمائے ہیں تو اونہیں ایسے فرضی نگان پیغمبران کی بابت کیا پیشگوئی فرمائی ہے۔ کچھ آپنے علم میں آپ ہی دیکھ سر اطلاع دیجئے۔ تنگ علم تاہم۔ راقم آپکا مدد گار دوش بدوش طالب رہیں گے نہاد بنارسی۔

ٹلے ٹلے ماں سالا فورسے گیا

(اپنی یادداشت سے قبلہ مولانا زوجہا جو)

آج سویرے ہی سویرے یہ الٹکس کیسی بھی تربانی ذرہ اپنی شکل تو دیکھو۔ وہ شفتا بی گلابی ترکی ٹوپی میں برنگ بڑھتی اپنی معلوم ہو رہی ہے گاتر زرد جدا وزن صرف اتنا ہے کہ ذرا سا روغن خالص لیجے بس اپنے خاصے ترشے ترشائے (ا سلطان ابن جی) کافر سے کمار و باگبر اختر پرست کی بھیتی خاص ہی اور یہ پرا سیدہ سفید بیٹھے اگر ہے نے اور بھی سونے میں سہاگہ کا مزہ دے دیا۔ جہاں کی منہ کی جان کا رونا۔ جاتی ہے اگر کنبہ جوڑتا۔ مزید برآں سانپ کی دم کی طرح گئے ہا جو تی زر گجری چست میں ٹانک ٹیچ لگا کر اور بھی جو کچھ کر دیا ہے۔ اسے واللہ آپ کا تر بایان قدم لیا جاتا ہے۔ آئے گئے تو شیخ ہے نہیں ذرا کام سے بار رہا ہوں پھر تعریف لاؤں گا ابھی چھٹی کا بھی۔ اس وقت تو معاف فرمائیے گا بہ عیلیحان پھر کسی میں سگے انشاءاللہ السلام علیکم ہاں ہاں دوستو بھی آخر کیوں جانا چاہتے ہو اور یہ روپ کیوں بھرا بھی یار ادھر تو سنئے گر نتا ہے۔ یہ رنگ تو نہیں دیتے گا۔ پھر یہ کچھ حال میں کالا ضرور ہے۔ وسنا خوب ہے۔ یار جب ہم بڑے چلتے ہوئے معلوم ہوا کسی سرخ وسفید کی ٹوپی سارہی نے بکرا یا گرم کرائے ہیں۔ تمہیں بے مروت ظالم انجب پھر لینے والے وہ فراموشوں کی میٹھی میٹھی باتوں کا واسطہ کچھ تو کہو۔ اعدل خوب ہے ہنستی انگلیسی۔ ٹلے ٹلے ماں سالا فور سے گیا۔ لاحول ولا کیسی بری اور کرخت آواز ہے بس سنو آج مجھے شہر کے ایک دیرینہ ان

تقریب کتخدائی میں شریک ہونا ہے۔ جو مخدومی دوست ہیں۔ اور اعلیٰ درجہ کے دوست ایپ خوشنما علاوہ رقعہ بھیجنے کے وہ خود بھی تشریف لا کر اسرار کر گئے تھے۔ دیکھئیں گا۔ اگر میں آج تقریب میں نہ دیکھوں گا تو مجھے انتہا کا صدمہ ہو گا۔ اگر اب بھی نہ جاؤں تو وہ اپنے دل میں نہ جانے کیا کیا خیالات کے ساتھ یہی ضرور خیال کریں گے۔ ز ... فرور ہے "بند شرکت" ہونا ضرور ہے۔ جو نکہ میں نے عوام میں یہ بات سنی ہے کہ ان کے ہاں مجلس وعظ برپا ہے اور دیگر اگر بغرض تحصیل ثواب اور نیز قوم شریک ہوئے تو اسی "ٹلے ٹلے ماں سالا فورسے گیا" کی آواز کے ساتھ پیچھے سرکاتے جاتے ہیں۔ اور اپنے مقدم کو بڑھتے جاتے ہیں۔ بالآخر اس غریب کو آہستہ آہستہ کر کے نکال باہر کرتے ہیں پھر تو کیا۔ بھئی کچھ نہیں تو اسی "فورسے گیا" کی آواز پر تو میں بھی رقص کروں گا۔ پھر جو ہو گا سو ہو گا۔ لاحول ولا قوۃ۔ اسی لئے یہ **کوھلکنی** کی گئی۔ ہاں جب یہ بات ہے اور آپ کو معلوم بھی ہے تو الگ کیجئے دعا بتائیے۔ کیا آپ نہیں جانتے۔ کہ بعض و دیگر چند مہذب تعلیمیافتہ حضرات کے قوم کی تو ہنسی بلکہ کرتوتوں کے صدقے عوام الناس ہے **کوفی لایوفی** "کی شکل ہوا اور بعض دوست حضرات نے فرمانے تغیر و تبدل کے ساتھ اسطرح نکسیج لگا دیا "**الکوفی لایوفی ولو کان** (بغرض قافیہ) **صوفی**" سب کو بھی کرخت۔ جب سے تو ایسی ہمیں تنی نہیں کیا بلکہ اور جن کے ہاں میں جاتا ہوں وہ خدا کے فضل سے لائق اور تعلیمیافتہ مہذب ہیں۔ انشاءاللہ ایسے نفرت انگیز واقعات ان کے ہاں نہ ہوں گے اور اگر ہوں بھی تو برنج شریف تو لا خدا بچ ہی گیا

گپ شپ۔ بس اپنے لئے کچھ بھی نہیں۔ خیر اگر آپ تشریف ہی نہ رکھئے ہو سکے اور ہوتے ہوئے جائیے گا۔ رستے ہو سکے نہیں۔ ہاں آئندہ ہفتہ اگر زندگی بخیر ہے۔ حاضر ہوں گا۔ السلام علیکم۔

واقف

حضرت قبلہ مولانا مدظلہ

شست وشوسی کو ہوئی اجلی رذیل دامن آلی میں وہ صبا رہ گیا

میاں جی۔ جو نکہ آپ دور کی کوڑی لانے والوں کے گروگھنٹال ہیں اس لئے سرخی کے شعر کے ابتلائی اتفاقات سے بندہ درگاہ کے مافی الضمیر کو زود پائیے ہو نگے۔ بیشک ماہ دولت بھر گئے [illegible] ہوا کھاٹ کی ہوا کھاتے ہوئے گئے ہو تو ذرا۔ آپ تو گرانڈ بلڈین کا ور کے ہی مدرسے (اناؤ) نکلے۔ بھلا آپ بیٹی کی سیر فرق اتنا ہے کہ وہ ہوا کھاٹ کی ہوا تو نہیں مگر وہ جل تالاب کی سیر کرتا ہوا ضرور آ رہا ہوں۔ خیر اس سے ہمیں بحث نہیں۔ تم کہیں سے آؤ مگر مطلب کی سعادت کہتے سویرے کہاں نازل ہوئے ہو۔ ارے بھئی۔ مطلب وطلب تو کچھ نہیں۔ حضور کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ یہ تو تمہاری سعادتمندی ہے۔ مگر وہ بہر رنگ کیسی؟ اجی بات یہ ہے کہ آج کل شہر میں ہر طرف شادیاں ہو رہی ہیں۔ پھر اس سے نہیں کیا ہے تو یہ آپ ہی عجب ہیں کہ بات بھی پوری نہیں کرنے دیتے۔ اور بیچ میں بول اٹھتے ہیں ہوا یہ۔ پھر کیا خاک! تاریخوں کی ہر ماہ شروع ہوئی ہے۔ ہو گئی تو ہونے دو۔ تمہیں کیوں خلجان ہے؟ آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ خلجان کیسے ہو۔ جب چھٹے شاہ ... ہیں ... کا ...

کیا کسی نے آپ کا کوئی مضمون اڑا لیا ہے۔ نہیں
تو پھر کون سی چوری کی بات ہے؟ کیا آپ کو معلوم
ہی نہیں؟ نہیں بھئی نہیں معلوم نہیں۔ واللہ
خوب تجاہل عارفانہ ہے۔ دیکھو اخبار میں تاریخ
چھپ جائے۔ اور آنکھ اور اسکی خبر ہی نہیں۔ بھولا
مانس کی قسم۔ اخبار میں تو آئے دن سینکڑوں
تاریخیں چھپتی رہتی ہیں۔ نہ معلوم تمہارا کون سی
تاریخ کی طرف اشارہ ہے۔ ابھی وہی تاریخ جو
سلطان الاخبار میں چھپی ہے۔ اور جس کا مادہ
"دیہ کتخدائی مبارک" ہے۔ ہاں ہاں بیٹا۔ وہ چھپی ہے
تو اس میں کیا ہوا ہے۔ جو تماشہ ہوتا ہے کیا۔ بفکر اسباب
کی ہے کہ ایک بڑے ہمارے منشی نے بھی وہی مادہ
دھر گھسیٹا ہے۔ اخاہ اب بات سمجھ میں آئی
تم یہ سمجھے ہو کہ دونوں نے کسی سے سکر ایسے
ڈھنگ پر لکھ لیا۔ جی ہاں یہی میرا مطلب ہے۔
نہیں اس میں تمہاری غلطی ہے۔ منشی صاحب کی
نسبت ایسا خیال نہیں کرنا چاہئے۔ توارد ہو گیا
ہو گیا ہے۔ دیکھو داغ مرحوم کی تاریخ وفات
میں دو شاعروں کے مادے لڑ گئے ہیں۔ آہ
پر مادہ ... یہ آپکی صاف باتیں ہے جو آپ
ایسا خیال فرماتے ہیں۔ مگر واقعات اسکے خلاف
ہیں۔ منشی صاحب کی طبیعت بڑھاپے کی وجہ
سے اکثر اوروں کی مدد کی محتاج پائی جاتی ہے
اگر یہ بات نہ ہوتی تو سید روشن شاہ صاحب مرحوم
شاعر کے واقعات جس رسالے میں منشی صاحب نے
لکھے ہیں اوس میں التماس مصنف کی پیشانی پر
(دیباچہ یعنی اسرار الٰہی) اور خاتمہ پر (اظہار آرزو)
جیسے مادے نہ لکھتے۔ بلکہ کوئی اور مادے اپنی
نازش سے نکالکر بجائے ان کے لکھتے۔ نیز
کی بڑی جنتری میں جناب منشی حاجی سید تجمل حسین
صاحب تجمل جلالپوری کے نکالے ہوئے مادے ہیں

پر مادوں سے بھی صرف میں پھر بھلا آپ ہی فرمائیں کہ یہ
کیونکر خیال کیا جائے کہ منشی صاحب کی قابلیت
سے ایسا ہوا۔ اور یا عین مادہ نکل آیا ہو گا۔ منشی
صاحب کے اکثر مادے ناقص اور مہمل ہوا کرتے
ہیں۔ جیسے آنریبل مسٹر ... کا انتقال
... آپ لکھتے ہیں ...
ہے خدا کی ... اور مالک الکتاب جناب ...
صاحب پلیندر ... مالک مشتری ... کی ... زادی
کی کتخدائی کی تاریخ میں (رشتہ نوتہ ...)
لکھا ہے۔ اب آپ ہی فرمائیں کی رسومات کی صورت
سچ کہئے ع دامن اصل میں دھبا لگا ہے
ہے نا؟ منشی صاحب کی تاریخ کے اشعار قابل
ریویو ہیں مگر فرصت کا وقت آ گیا ہے اسلئے
لئے کسی اور وقت پر موقوف رکھا جاتا ہے۔

الراقم ــــ

ایک چلتا پھرتا

دنیا سے نرالا خیال

آجکل ہر ایک اخبار اور ہر ایک رسالہ تعلیم نسواں کے بارے میں اپنے قلم کو جولان کر رہا ہے۔ نہیں معلوم کیا دماغ میں سمائی ہے کہ بیکار بات میں کوشش کر کے اپنے وقت کو رائگان کرتے ہیں۔ بھلا یہ تو بتائیے کہ کتنی پڑھی لکھی عورتوں نے تعلیم کے مفید اثر سے فائدہ اٹھایا۔ میں اسکو ایک بہت بڑے افسوس کے ساتھ ظاہر کرتا ہوں کہ عورتیں ناقص العقل لکیر کی فقیر۔ جہاں کچھ پڑھا لکھا آ گیا ان کی ہوا اون کے دماغ میں سمائی۔ اب جس قدر اپنی فرصت کے وقت وہ دیکھیں گی کہ فلاں عورت فلاں مرد کے ساتھ اس حیلے سے نکل گئی اور فلاں اخبار میں فلاں مرد کی کیا اچھی تعریف چھپی ہے فلاں عورت کو کیا اچھی تدبیر سوجھی ہے۔ باغیرود کر دیں۔ چنداں عیب نہیں ہے۔ کیونکہ بہت سی تعلیمیافتہ عورتوں نے جائز رکھا ہے۔ پھر کیا ہے اپنی آزادی کا تمغہ گلے میں پڑا۔ دور دیوار سے نظارہ بازی شروع کر دی۔ اگر بالمواجہ گفتگو کرنے سے حجاب مانع ہوا۔ تو کاغذی گھوڑے دوڑنے لگے۔ پھر کیا ہے دماغ میں یہ سمائی کہ ہم بھی ناول کی ہیروئن ... سواروں میں۔ تعلیمیافتہ عورتیں ... کی طرح عاشق ہوتیں یا خطوط کے ذریعہ سے ملاقات کی ٹھہرائی۔ لوگوں نے صرف اسقدر سمجھا ہے کہ اگر عورتیں تعلیمیافتہ ہوں گی۔ تو امور خانہ داری اور اپنے بچوں کی تعلیم اور دینی واقفیت خوب حاصل کریں گی۔ مگر حضرات خود خیال فرما سکتے ہیں کہ اس زمانہ میں دینی خیال کے زیادہ لوگ ہیں یا دنیوی۔ شاید فیصدی پانچ یا اس سے بھی کم دینی خیال کے ہوں گے تو آئیں گے۔ کسی تعلیمیافتہ عورت کے قصے یا خطوط کو اوٹھا کر دیکھئے کہ زیادہ دنیا کی طرف خیال ہے یا دین کی طرف۔ کسی عورت نے اپنے عاشق کو اشتیاقیہ خط تحریر کیا ہے۔ کسی نے اپنے شوہر کو فراقیہ خط لکھا ہے۔ زیادہ تر لوگ اس بات کو کہہ سکتے ہیں کہ اپنے علم و خیال و عقل سے اپنے بزرگوں کا زیادہ تھا۔ مگر ان لوگوں نے اس بارہ میں زیادہ زور آج تک نہ دیا بلکہ اپنے علم و عقل کے زور سے امتحان لیا۔ جسکو قابل سمجھا تعلیم دی اور جسکو اس قابل نہ سمجھا نہ دی بلکہ بعض اوقات دھوکا بھی کھا گئے اسی باعث سے بہت زیادہ نہ بڑھنے پائی۔ تو حضرات جب ان لوگوں کو دھوکا ہوا۔ تو بھلا اس زمانہ کے نئی روشنی والے۔ کہ آزاد ہو گئے ہیں پرستی کا ... آئندہ ... ابو ... بنگلہ ... ہو گئے اگر نہ سمجھا ... راقم ن۔ ف۔ ح ...

نوابی دربار

پہلا سین [illegible]

[illegible] حسرت علی [illegible] دلجان [illegible]
[illegible] وقت [illegible]
[illegible] ان مسہریوں کر [illegible] ہیں
[illegible]
[illegible] لگے ہوئے ہیں
[illegible] پر لٹکے ہوئے [illegible]
[illegible] اور رونق [illegible]
[illegible] ایک [illegible]
[illegible] وقت [illegible]
[illegible] کمرہ میں [illegible]
[illegible] آدمی [illegible]
[illegible] روشنی
[illegible] بجلی [illegible]
[illegible] معلوم ہوتا ہے۔

نواب صاحب: [illegible] دل [illegible] کوئی [illegible] چاہئے۔

حسرت علی: میں نے سنا ہے کہ شہر میں ایک [illegible] آئی ہوئی ہے [illegible] دونوں کی [illegible]

نواب صاحب: آپ نے سنا ہے [illegible] بہت [illegible] نہیں [illegible] روز [illegible] ہوتی ہوئی [illegible]

دلجان: [illegible]

[illegible] ایک [illegible] کا [illegible] ہیں [illegible] جان نہیں [illegible] لوگ۔

نواب صاحب: [illegible] ایک [illegible] ایک شخص [illegible] آپ [illegible] دولت [illegible] کیا [illegible] جاؤ میں [illegible] لائے [illegible]

حسرت علی: حضور [illegible] خاطر رکھیں [illegible] لایا ہے [illegible] حضور کے سامنے [illegible]

[illegible] حسرت علی اور دلجان [illegible] ہیں اور [illegible] گھنٹہ کے بعد [illegible] حضور [illegible]

نواب صاحب: [illegible]

حسرت علی: حضور کیا [illegible] ہیں

[illegible] میں [illegible] تک [illegible] جائے [illegible] آنکھوں میں [illegible] مستی اور [illegible] ایک [illegible] کی شکل [illegible] ہیں۔ اور ایک معشوقانہ انداز سے [illegible] مسکرا کر [illegible] اور [illegible] نوجوان نواب صاحب کے دل [illegible] ہوئی [illegible]

حسرت علی: [illegible] سبحان اللہ [illegible] کیا [illegible]

[illegible] نہیں [illegible] ہوں [illegible] صاحب جیسا [illegible] ہیں [illegible]

نواب صاحب: [illegible] ایک [illegible] نسبت ہو کسی کی؟

[illegible] صاحب: [illegible] حضور [illegible] ہیں۔

دلجان: اچھا تو [illegible] شروع ہو [illegible] دیکھی جائے۔

نواب صاحب: [illegible] شروع ہو [illegible] گانا شروع ہوتا ہے۔

دلجان: [illegible] نہیں۔

نواب صاحب: [illegible] ایک [illegible] دستور [illegible] ایک گھنٹہ کے بعد کا [illegible] صاحب اپنے [illegible] مہمان کو لیکر ایک [illegible] کمرے میں داخل ہو جاتے ہیں اور [illegible] ابھی زیادہ وقت نہیں [illegible] نے کبھی [illegible] رخصت ہو جاتی ہیں [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] بات [illegible] ہو جاتا ہے۔

[illegible]

ابو الکمال دسنوی [illegible]

ہمارے شہر کے لونڈے

یار جی پنچ منصف مزاج پنچ - لونڈوں کے سدھارنے والے پنچ سلمہ - الخیر کے گوشے میں آداب کی بار دو بار خدمت اقدس میں لٹکھڑاتا ہوں لیجئے گا - ہائیں - ہائیں تم کون ہو جو بان نہ پہچان بڑی خالہ سلام کے مصداق مابدولت کی نشست گاہ میں آ دھمکے ہو اسپر طرہ یہ کہ ایک گولہ بھی ساتھ لائے ہو جو پنچ جناب کی نذر کرتے ہو - حضور میں تم کو جانتا ہوں اور نہ اس گولے سے واقف ہوں بجلد صاف صاف بیان کرو - جس میں پنچ بہادر کی رہی ہے تمہارا بیان سننے کی مشتاق ہے - اچھا اچھا بیان کئے دیتا ہوں - سن لیجئے گا - انصاف کی کسوٹی پر پرکھ لیجئے گا - کہ مابدولت کا بیان کھرا ہے یا کھوٹا - اچھا جلد بیان کرو - مابدولت اپنے دماغ کے بڑے محافظ ہیں - جہاں دو چار گھنٹے زیادہ کچھ سننے کا موقعہ ہوا تو بس دو دو چار چار روز مشروبات کا استعمال لگاتار جاری رہتا ہے تاکہ کہیں دماغ میں کسی قسم کا ضعف نہ آ جائے - ہاں ہاں حضرت جیسی تو آپکی عمر درازہ سو سال تک پہنچ چکی ہے مگر حافظہ کی یہ کیفیت کہ ایک ۲۰ سالہ نوجوان کو مقابلہ آنکھ سامنے بٹھائیں تو انشاءاللہ اس نوجوان کو مات ہوگی - اور سدا آپ ہی کا نمبر اول رہیگا - اچھا اچھا خیر خیر زیادہ تعریف فضول ہے - پیشتر سے آگاہ کر دیا گیا ہے کہ مابدولت زیادہ سننے کے عادی نہیں ہیں جلد بیان کرو - اچھا اچھا حضرت اب مطلب کی گفتگو میں سن لیجئے گا - ہمارے شہر کے لونڈوں کا کیا کہنا نہ ادب نہ باپ کا ادب ہے اور نہ شہر کے معززین کا پاس - جہاں دیکھیے غضب کے لونڈے داڑھی مونڈے بجنے سر جھکائے - لباس کا کیا کہنا سبحان اللہ کوٹ پتلون پہنے ہوئے اس کی یہ کیفیت کہ تنگ چست کہ باہر نکلتے بیٹھنے کا ... جو آسانی اندر

گھس جائے - سر پر ترکی ٹوپی یا زرین - ابرو میں ہیں - منہ میں چرٹ یا سگریٹ لئے پھرتے ہیں آن بان سے نظر آتے ہیں - اب ان غضب کے لونڈوں کی شرافت تو دیکھئے کہ اگر کوئی شریف ان کو منع کرے تو بس ان کی موت آئی - الزام دھر دینے پر تیار - مگر شرافت کی ان میں بو تک نہیں - مابدولت کا منع کرتے کرتے ناک میں دم آ گیا تو جناب کو اسکی اطلاع دی گئی - اور ساتھ ہی ایک گولہ بھی تیار کر کے بھینٹ چڑھا دیا گیا کہ اگر یہ لونڈے اپنے افعال سے باز نہ آئیں تو اس گولے سے انکا خاتمہ کر دیں - کیونکہ ان کے بسنے سے دنیا کی مٹی خراب ہے - انہیں کی بدولت والدین کا نام ڈوبے انہیں سے گئے حضرت لطیف نے اپنے دیوان میں فرمایا ہے جو دنیا میں آ کر اپنے والدین کا نام بھی ڈبو اور اپنی مٹی خراب کرتے ہیں سنے نوح کا بیٹا بھی گر ہو صاف کہہ دیا لطیف نا خلف اولاد کے ہونے سے نا ہونا بہتر

راقم شہسوار میدان شجاعت عبد... بنگلور

جناب پنچ بہادر صاحب تسلیم - آپکی پکار چار جانب ہے مہربانی فرما کر ہماری بھی خبر لیجئے - ہائے ظالموں نے مار ڈالا - لوٹ لیا - مجبور کر دیا ہے - جناب کہیں بانکپور - گونتی ضلع پرتاب گڑھ کے بدمعاشوں نے - عرصہ پانچ سال کا ہوتا ہے ان بستیوں میں نہایت جرائم ہوتے تھے لیکن جب ارشاد محمد خان صاحب سب انسپکٹر تشریف لائے تو تھانہ موصوف نے خوب انتظام کیا تھا - وہ بدمعاشوں کا کیفر کردار کیا - چار سال تک امن و امان رہا - اب پھر ایک سال سے کچھ نہیں دیکھئے - اکثر ڈکیتی سرقہ مویشی - کھیت کا جانا غرض کل جرائم ان بستیوں میں ... ہو گئے ہیں کوئی اعلیٰ حاکم مستقل نظر ... فرما کر ... سے سختی کرے ان لوگوں ...

زینت شباب

خضاب والوں کی من ترانیوں اور شائقین خضاب کی شکایتوں سے مابدولت کا ناک میں دم آ گیا تھا - کسی کی تو یہ شکایت تھی کہ چند ہی روز میں رنگ بھورا پڑ جاتا ہے اور کسی کی یہ شکایت تھی کہ اگر ایک ہفتہ لگانا بھول جائیں تو داڑھی شریف پر ایسی خاک اڑنے لگتی ہے جیسے کسی کے چہرہ پر دنیا کی سی زندگی کی پھٹکار پڑ گئی ہو - یہ شکایت تو بالعموم تھی کہ شیشی نمبر اول کی بدبو بھی نمبر اول کی ہے - بال تو کالے ہو جاتے ہیں مگر دل بھی جل کے کالا کوئلہ ہو جاتا ہے غرض پے در پے شکایتوں نے مابدولت کے دماغ کو جھنجھوڑ دیا - آخر گھبرا کے خود اس فکر میں مستغرق ہو گئے مثل مشہور ہے جوینده یابنده - خدا کے فضل سے ہماری کوشش میں کامیابی ہوئی - ہمارے نزدیک اپنی تعریف ... اور لغو ... کا کام ہے سارا زمانہ جانتا ہے کہ اگر لاکھ روپیہ کا بھی فائدہ ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ بے بنیاد فقرہ اپنے قلم سے ہرگز نہ نکلیگا - لہذا ناظرین کے اطمینان کیلئے صرف اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ ہمارے خضاب نمبر اول کی بدبو بہت بلکہ نہایت کم ہو گئی ہے - اور پھر خوبی یہ کہ تمام خضابوں سے قبل چھٹنے ... شیشی ایک اونس کی اور قیمت ایک روپیہ ایک آنہ - محصول ڈاک ایک روپیہ چار آنہ - پسند نہ ہو تو واپس کر دو -

خضاب لاجواب

یعنی نور شاہ کا خضاب - اسکے استعمال کے ہم ذمہ دار نہیں - قیمت تین کیسوں کے دو روپے -

المشتہر
منیجر پنچ بہادر

جاسوسونکی کرتوتین

لندن پولیس کے ایک ہیڈ کلرک صاحب بہادر نے بیٹھے ہی محکمہ پر صفائی کا ہاتھ پھیر دیا پچیس ہزار روپیہ کی رقم خود ڈکار گئے۔ یہ خیال نہ تھا کہ شملہ شریف میں پہنچ کر کیوں بنجانا۔ مگر بدقسمتی سے کھاتہ کا میلان کرنا بھول گئے۔ آخر دھر لیے گئے۔ ہیڈ کلرک صاحب اگرچہ گورنمنٹ کی پرمی کے تھے مگر بیال ... ڈکیتی برمیز دکیا نہ مسلمانی نہ مجسٹریٹ صاحب بہادر نے چودہ سو کے معاوضہ میں ۲ ماہ قید سخت کی سزا ڈالی۔ ساتھ روپے صاحب بہادر کو منافع رہا۔

آب ہوا کی کثافت میں غالبًا اسقدر ترقی ہو جائیگی کہ معمولی تار گنس میں بھی کان پڑی آواز نہیں سنائی دیگی۔ ... جو لائی سے محصول میں اور تخفیف ہو جائیگی سہر میں دس لفظ جا سکینگے مگر بے پتہ۔ دیکھئے اب پتہ کا محصول بھی دھر ما لیا جائیگا۔

روس پر آجکل بہر قبل پھٹکار پڑ رہی ہے۔ ادھر تو جاپان رقما بہار رہا ہے اور ادھر رنمایا چین ڈھیلی کر رہی ہے۔ کئی مقام میں بلوہ کا زور ہو رہا ہے۔ پہلے ایک گورنر کو تو ہڑپ کیا ہی تھا ایک اور گورنر کو چٹ کر گئے۔ اور کئی فوجی افسر مار ڈالے۔

انگریزی جو لمبی ٹوپی اوڑھتے ہیں اوسکی بنیاد ۱۵ اپریل ۱۷۹۷ء کو پڑی تھی۔ اس حساب سے ۱۸۹۷ء کو پورے سو سال ہو گئے۔ جو بخوبی زمانہ ہوا شو ہے۔ اسلئے انگریز بہادروں نے اپنی ٹوپی کی خیر منائی۔ اور بڑی دھوم دھام کے ساتھ ... اس خوشی میں جشنامہ دلشنا

نو بیان اور جیل گئین۔

کدرتا خاتون ... انڈیا میں ایک شیرنی بڑی خونخوار تھی۔ کئی شکاریون کو ہڑپ کر گئی۔ اور چلتے پھرتے لوگون کا تو ٹھکانا ہی نہیں تینیا سو سے زیادہ انسون کو ڈکار چکی تھی۔ حال میں ایک کھلاڑی نے اوسکا شکار کیا۔ ساڑھے سات سو روپے انعام ملا۔

نیز کمپنیل کے قریب یورپین قزاق خاص ہمارے ملک معظم کی ڈاک پر جا کر بیٹھے تھیلیر بنا دہکارہ کو باندھکر ایک گلی میں لے گئے اور دوا کے ذریعہ سے بیہوش کر کے ڈال دیا۔ اور ڈاک کا تھیلا چیر پھاڑ کے قیمتی چیزیں نکال لیں اور فقرہ ہو گئے۔ ابھی تک پتہ نہیں لگا۔

جاپان میں تعلیم کی ترقی نہ ہوگی تو کہاں ہوگی۔ لڑکا ہو یا لڑکی ۶ سال کا ہوا اور مدرسہ میں داخل ہوا اور داخل بھی کیا سپرد ہم نبوا بنا خوش رہا۔ اگر والدین نے لاڈ میں آ کے غفلت کی۔ تو کمیٹی تعلیم کے سپاہی کمبیناد پکڑ کر بچہ لیجاتے ہیں۔ ہر بچہ کو ۸ سال کی تعلیم لازمی ہے۔

سیالکوٹ میں آریون کے وزیر چند ایڈیٹر آریہ مسافر مباحثہ کرنے کیلئے تیار ہوئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے دو ہی گھنٹہ کے اندر ... دانت کھٹے کر دئے۔ مثل مشہور ہے کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔ آخر لالہ جی گالی گلوچ پر اوتر آئے آریون کا بلنگڑ ہو دھرم پال بھی پردے کی آڑ میں موجود تھا۔ اسپر مولوی صاحب کا ایسا رعب جما کہ سکچے آم کی طرح پال میں ہی پڑا رہا۔ منہ تک نہ دکھایا۔ نتیجہ وہی ہوا جو ہمیشہ ہوا کرتا ہے۔

امریکا میں دوشیزہ لڑکیونکو خوبصورت شوہرونکی بڑی تلاش رہتی ہے۔ خواہ اونمیں ہزار عیب ہوں مگر ہیزی پیکر ہو۔ ایک کھلاڑی کو مہ قد کی سوجھ گئی ایک خوبصورت نوجوان کو تاکا جو غریب تھا اور کہا تجھے ایک لاکھ روپئے دونگا جس لیڈی سے میں کہوں شادی کرنی ہوگی۔ وہ راضی ہو گیا۔ اسنے لاٹری پہلے دی۔ ۵ لاکھ روپئے وصول کرنے کے بعد قول کھلا تو ایک ۶۰ سالہ مس کیتھرائن نرش کے سر ہو لے۔

الہ آباد کے سیشن میں ایک ڈاکو ڈکیت کو ۷ سال قید سخت کی سزا ملی۔ جج صاحب نے فیصلہ میں لکھا کہ ڈاک کے مجرم بڑی مشکل سے قابو میں آتے ہیں سو ایسی ہی سزا جا ہیئے۔

حیدرآباد ریزیڈنسی کی فوجوں سے ایک اور پنجابی بہادر نے دیوانہ بنکر اپنے حریف کا ...

کا کام تمام کر ڈالا۔ اور خودکشی سے گرفتار ہو گیا۔

پنجاب کے محکمہ ڈاک کے تمام کلرکون کی ترقی زبان گورمکھی کے جاننے پر موقوف کر دی گئی ہے جو امتحان پاس ہو گا اوسکی ترقی ہو گی ورنہ پڑے سڑا کرو۔

رنگون مین جو طاعون کا زور ہوا تو کمپنی بازار کے مسلمان دربانون نے گھڑی گھڑی اذان کہنی شروع کر دی۔ ہندوون کو یہ ناگوار گزرا کہ اللہ کا نام گھڑی گھڑی ہمارے کانون مین ڈالا جاتا ہے۔ اونہون نے کیا کیا کہ اسکے جواب مین عین مغرب کے وقت سنکھ بجانا شروع کر دیا۔ مسلمان بگڑے۔ ہندو تو پہلے ہی تیار تھے۔ مگر ہنگامہ برپا ہوتے ہوتے رہ گیا۔ مسلمانون کے سنجیدہ اشخاص نے بیچ مین پڑ کر اذان بند کرا دی۔

شروع طاعون سے آخر اپریل ۱۹۰۵ء تک ساڑھے بائیس لاکھ آدمی طاعون کی بھینٹ چڑھ چکے ہین۔

لکھنؤ کے سنی شیعہ فریق مین بم چخ مچ رہی ہے۔ نئی نئی امور مین دانتا کلکل ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔

چھاونی پشاور مین راتون کو چند پہنچے ہین یہان اندھون بیشمار سانپ مارے گئے۔

میرپور خاص مین نہر جاری کیلئے کھودتے ہوئے ایک خوبصورت بت برآمد ہوا ہے۔

کوہ مسوری پر پولیس نے خانگی خدمتگارون کے ت بچا کرنیکا طریق جاری کیا کہ چوری نہ ہو۔

چمن ڈوگرہ سپاہیون اور شاگرد پیشون کے گھر کانگڑہ مین تباہ ہو گئے اونکو دو ماہ کی تنخواہ پیشگی دیجائیگی۔ یہ رقم ماہوار قسطون مین تنخواہ کاٹ لی جائیگی۔ ایک ثلث تنخواہ اسمین وضع کرینگے۔

ڈاکٹر سہراب پشتن جی شراف۔ ریاست کشمیر کے افسر حفظان صحت مقرر کئے گئے۔

چیفکورٹ رنگون مین مسٹر مینل شہید سپر نے مسٹر ولسن سشن جج پر نالش ہتک عزت دائر کی۔ ۲۱ جون کو پیشی ہے۔

وادی کانگڑہ کے زلزلہ کی تحقیقات کے لئے مشہور جاپانی ماہر ڈاکٹر اوموری آ گئے۔ کلکتہ مین پہنچے۔ امتحان زلزلہ مین دو ماہ صرف کرینگے۔ شملہ و مسوری مین بھی جائینگے۔

کلکتہ مین مجلس تجارت بنگالہ کا جلسہ بصدارت چیف جسٹس کیا گیا۔ امداد زلزلہ زدگان کے لئے چندہ کھولا۔ ۸ ہزار روپیہ فوراً جمع ہو گیا۔

تقسیم امداد کی کارروائی جاری ہے تحقیقات سے معلوم ہوا کہ کم سے کم ۲۰ ہزار انسانی جانین ضائع ہوئی ہین۔

شملہ مین حال مین ایک میلہ دیا گیا تھا اسکا منافع ۵۰۰ روپیہ زلزلہ فنڈ کو دیدیا۔

اسی چندہ زلزلہ زدگان مین برٹش انڈیا کی سٹیم نیویگیشن کمپنی نے ۱۰۰۰ پونڈ دئے۔

جنگ چین کے تحفہ کا ایک عظیم الشان گھنٹہ کئی من وزنی ۷ وین پلٹن راجپوت کے پاس قیمتی نکلا۔ معلوم ہوا اسونے چاندی کا ہے ساہوکار ۹۰ ہزار دیتے ہین۔ ابھی سودا نہین بنا ہے۔

آگرہ کے مقدمہ سازش کی اپیل مین سگندمسی ڈیروزورو کی قید چار سے ایک ماہ ہو گئی۔

ماہر بولی کی عدالتون مین بھی وکلاء کو پیش ہونے کی اجازت دیگئی جو باضابطہ سند یافتہ ہین۔

رنگون کے ایک فرنگی سکول ماسٹر ایف ڈبلیو ونسنٹ کو ۲ ماہ قید سخت کی سزا ہوئی۔ دھوکا بازی کا جرم عائد تھا۔

شہر لدھیانہ مین سنٹرل جیل بنائے جانے کی بابت گورنمنٹ پنجاب کی منظوری آ گئی ہے۔

آگرہ سے خبر آئی کہ منشی عبد العزیز خان صاحب کوتوال شہر ٹمٹم سے گر پڑے۔ ٹانگ ٹوٹ گئی۔

جنرل داؤد شاہ مرحوم کے بیٹے سردار عبد اللہ خان کو سرکار سے ۵۰ روپیہ ماہوار ملا کریگا۔

دہلی کے لئے ایک خاص فرنگی ماہر کو بطور باغبان کے رکھینگے۔ اسکی تجویز آخر کار منظور ہو گئی۔

آرین کی ایک خبر مین ظاہر کیا گیا ہے کہ وانبر طاعون سخت طور پر پھیل رہا ہے۔ روزانہ ۲۰۰ سے زائد موتین ہوتی ہین۔ سارے اسپتال طاعون زدون سے بھرے ہوئے ہین۔

ہنسور ضلع میسور مین ایک دیسی گرفتار ہوا ہے۔ اسنے دوسرے کی جورو چھ روپیہ مین نیلام کر دی تھی۔

شاہ کابل کے سفیر محمد اسمعیل خان صاحب کو نقرس کا عارضہ عود کر آیا تھا۔ اب آرام ہے۔

مدراس یونیورسٹی نے ایک کمیٹی قایم کی ہے جو تمام اضلاع کے موجودہ کالجون کی حیثیت کا امتحان کرے گی۔ جو کالج حیثیت مین پورے اترینگے۔ قایم رہینگے۔ باقی کالج تسلیم نہین کئے جائینگے۔

یہ بات قطعی طے پائی کہ رسالہ افواج لانسر تلوار سے محروم نہین کیا جائیگا۔

مطبع حمیدی واقع مستی بھنڈی بازار مین حکیم محمد عبد الحمید قریشی نے ... کے واسطے باہتمام ... چھپکر شائع ہوا۔